THE IDOL OF KNOWLEDGE

علم کا بت اور چرواہے کی لاٹھی

علم کی لعنت سے حکمت کے نور تک کا سفر

By Rev. Azeem Tariq

علم کا بت اور چرواہے کی لاٹھی

(The Idol of Knowledge and the Shepherd's Staff)

مصنف: ریورنڈ عظیم طارق

فہرستِ عنوانات

1. انتساب (Dedication)2.پیش لفظ: (Preface) علم کے شور میں گمشدہ آواز

باب 1: بابل کا نیا مینار (The New Tower of Babel)

- علم کا تکبر اور روحانی اندھا پن
- خدا کو "جاننا" بمقابلہ خدا کے بارے میں "معلومات رکھنا"

باب 2: سانپ کا ڈسا ہوا ذہن (The Serpent-Bitten Mind)

- باغِ عدن کا انتخاب: زندگی یا معلومات؟
- علمِ بغیر محبت کے: ایک زہریلا ہتھیار

باب 3: لیبارٹری یا ہیکل؟ (?Laboratory or Temple)

- سائنس اور مکاشفہ کا تصادم
- دماغ کی حدود اور روح کی پرواز

باب 4: چرواہے کی لاٹھی (The Shepherd's Staff)

- یسوع کا طریقہ: سادگی اور تعلق (Connection)
- ان پڑھ شاگردوں نے دنیا کیسے ہلائی؟

باب 5: بھولنے کا سفر (The Journey of Unlearning)

- پرانی مشکوں کو توڑنا
- پی ایچ ڈی کے تکبر سے بچے کی سادگی تک واپسی

اختتامیہ: ملائم جوا (The Easy Yoke)

انتساب (Dedication)

یہ کتاب اُن "سادہ دلوں" کے نام... جو اپنی کم علمی کی وجہ سے شرمندہ کیے گئے، مگر جن کا ایمان پہاڑوں کو ہلانے کی طاقت رکھتا ہے۔
اُن "زخمی روحوں" کے نام... جنہیں علم کے تکبر نے کلیسیاؤں میں رد کیا، مگر جنہیں "اچھے چرواہے" نے اپنے سینے سے لگا لیا۔
اور ہر اُس خادم کے نام... جو ڈگریوں کے کاغذ پر نہیں، بلکہ روح القدس کی رفاقت پر بھروسہ کرتا ہے۔

پیش لفظ (Preface)

علم کے شور میں گمشدہ آواز

آج سے کچھ عرصہ پہلے، میرا سامنا ایک ایسے واقعے سے ہوا جس نے میری روح کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور مجھے یہ کتاب لکھنے پر مجبور کیا۔
میری ملاقات ایک بہت بڑے پروفیسر اور مذہبی اسکالر سے ہوئی۔ وہ ایک ایسے شخص تھے جن کے پاس دنیاوی ڈگریوں کے انبار تھے اور وہ خود کو علم کا سمندر سمجھتے تھے۔ ہماری گفتگو شروع ہوئی، تو میں نے بہت سادگی اور عاجزی سے بائبل کا ایک حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ "مجھے کلامِ مقدس میں تین آسمانوں کا ذکر ملتا ہے، اور میرا ایمان اسی پر ٹھہرا ہے۔"
میرا مقصد کسی بحث کو جیتنا نہیں تھا، بلکہ روحانی حقیقت کو بیان کرنا تھا۔ لیکن اس پروفیسر کا ردعمل حیران کن تھا۔ بجائے اس کے کہ وہ روحانی بات کرتے، انہوں نے مجھے حقارت سے دیکھا اور کہا: "نہیں! آپ کو پہلے کاسمولوجی (Cosmology) اور فلکیاتی سائنس کا علم ہونا چاہیے کہ کائنات میں کتنے آسمان ہیں۔ اگر آپ سائنس نہیں جانتے، تو آپ بائبل کو نہیں سمجھ سکتے۔"
وہ یہیں نہیں رکے۔ انہوں نے مجھے چیلنج کیا کہ میں ان کے ساتھ "مناظرہ" (Debate) کروں۔ ان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچائی کی تلاش میں نہیں، بلکہ اپنی "علمی برتری" ثابت کرنے اور مجھے نیچا دکھانے کے لیے بے چین ہیں۔
میں وہاں خاموش ہو گیا۔ میں نے قدم پیچھے ہٹا لیے۔ میں نے بحث نہیں کی، حالانکہ میں بھی دلائل دے سکتا تھا، میں بھی ثابت کر سکتا تھا۔ لیکن اس لمحے مجھے روح میں ایک گہری حقیقت کا احساس ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے پاس "معلومات" (Information) تو بہت ہیں، لیکن "خدا کا خوف" اور "محبت" غائب ہے۔ ان کا علم ایک "بت" بن چکا تھا جس کی وہ خود پوجا کر رہے تھے، اور وہ چاہتے تھے کہ دوسرے بھی اس بت کے سامنے جھکیں۔
وہاں سے واپسی پر میں نے سوچا کہ ہماری کلیسیاؤں میں کتنے ہی ایسے سادہ لوح ایماندار اور مخلص پادری ہیں جنہیں روزانہ اس "علمی تکبر" کے ذریعے ذلیل کیا جاتا ہے۔ انہیں یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ چونکہ ان کے پاس بڑی ڈگریاں یا سائنسی اصطلاحات نہیں ہیں، اس لیے ان کی "کالنگ" (Calling) مشکوک ہے۔
یہ ایک بہت بڑی بدعت ہے۔ یہ علم نہیں، یہ لعنت ہے۔
سلیمان بادشاہ، جو دنیا کا دانشمند ترین انسان تھا، آخر میں پکار اٹھا تھا: "علم کی کثرت میں غم کی کثرت ہے" (واعظ 1:18)۔ اور پولوس رسول نے خبردار کیا تھا کہ "علم پھلاتا (مغرور کرتا) ہے، مگر محبت تعمیر کرتی ہے" (1 کرنتھیوں 8:1)۔
یہ کتاب کسی ڈگری یافتہ پروفیسر کے خلاف نہیں، بلکہ اُس "ذہنیت" کے خلاف ہے جو علم کو ہتھیار بنا کر دوسروں کا ایمان زخمی کرتی ہے۔ میرا مقصد آپ کو یہ بتانا ہے کہ یسوع مسیح نے ہمیں کسی پیچیدہ فلسفے کی دعوت نہیں دی، بلکہ انہوں نے کہا: "میرا جوا ملائم ہے اور میرا بوجھ ہلکا ہے۔"
آئیے، اس کتاب کے ذریعے ہم علم کے اُس بت کو توڑیں اور اُس "چرواہے کی لاٹھی" کو تھام لیں جو ہمیں سبز چراگاہوں کی طرف لے جاتی ہے۔

مصنف کا تعارف
ریورنڈ عظیم طارق
(Rev. Azeem Tariq)

ریورنڈ عظیم طارق پاکستان سے تعلق رکھنے والے ایک مسح شدہ خادم اور کلیسیا کے چرواہے ہیں۔ وہ ایک ایسے روحانی رہنما ہیں جو ڈگریوں کے کاغذ پر نہیں، بلکہ "روح القدس کی رہنمائی" پر یقین رکھتے ہیں۔

ان کی خدمت کا محور پاکستان کے مسیحی خاندانوں اور دیہاتوں میں انجیل کی سچائی کو عام کرنا ہے۔ عظیم طارق کا ماننا ہے کہ آج کی کلیسیا کو "علم کے تکبر" سے نکل کر یسوع مسیح کی "سادگی" اور "محبت" کی طرف واپس آنے کی ضرورت ہے۔

ایک ٹیکنالوجی ایکسپرٹ اور گرافک ڈیزائنر ہونے کے ناطے، وہ جدید دور کے اوزاروں کو خدا کی بادشاہی کے لیے استعمال کرتے ہیں، لیکن ان کا دل ہمیشہ ایک "چرواہے" کی طرح اپنی بھیڑوں کی نگہبانی میں لگا رہتا ہے۔

یہ کتاب ان کے انہی روحانی تجربات اور مشاہدات کا نچوڑ ہے، جو پڑھنے والوں کو علم کی پیچیدگی سے نکال کر حکمت کے نور کی طرف لے جاتی ہے۔

باب نمبر 1

بابل کا نیا مینار: علم کا تکبر

(The New Tower of Babel: The Arrogance of Knowledge)

"آؤ ہم اپنے لیے ایک شہر اور ایک مینار بنائیں جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے تاکہ ہمارا نام ہو..." (پیدائش 11:4)

بائبل مقدس کے شروع ہی میں ہمیں ایک واقعہ ملتا ہے جو صرف ایک "تاریخی کہانی" نہیں، بلکہ انسانی نفسیات کی سب سے بڑی وارننگ ہے۔ یہ "بابل کے مینار" کا واقعہ ہے۔

جب ہم اس واقعے کو پڑھتے ہیں، تو ہمیں لگتا ہے کہ وہ لوگ بیوقوف تھے جو اینٹوں سے آسمان تک سیڑھی بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن ذرا ٹھہریے! کیا آج ہم وہی غلطی نہیں کر رہے؟ کیا آج کی جدید الہیات (Theology)، سائنس اور انسانی فلسفہ وہ "نیا مینار" نہیں ہے جس کے ذریعے ہم اپنے محدود دماغ سے لامحدود خدا تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

آئیے اس واقعے کی روحانی پوسٹ مارٹم (Spiritual Post-mortem) کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آج کلیسیا میں علم کا یہ بت کیسے کھڑا کیا جا رہا ہے۔

1. اینٹ اور پتھر کا فرق (The Brick vs. The Stone)

پیدائش 11:3 میں ایک بہت عجیب بات لکھی ہے: "اور انہوں نے پتھر کے بدلے اینٹ سے اور گارے کے بدلے رال سے کام لیا۔"

یہ محض تعمیراتی مٹیریل کا ذکر نہیں ہے۔ یہ "خدا کے طریقے" اور "انسان کے طریقے" کا فرق ہے۔

- پتھر (Stone): پتھر خدا بناتا ہے۔ ہر پتھر منفرد ہوتا ہے، اس کی شکل الگ ہوتی ہے۔ بائبل میں خدا نے ہمیشہ اپنی قربان گاہ کے لیے "ان گھڑت پتھروں" (Uncut Stones) کا حکم دیا (خروج 20:25)۔
- اینٹ (Brick): اینٹ انسان بناتا ہے۔ یہ مٹی کو سانچے میں ڈال کر اور آگ میں پکا کر بنائی جاتی ہے۔ تمام اینٹیں ایک جیسی ہوتی ہیں — مصنوعی اور یکساں۔

آج کا اطلاق: آج کا "علمی نظام" چاہتا ہے کہ ہم سب "اینٹیں" بن جائیں۔ سیمینریز اور کالجز کوشش کرتے ہیں کہ تمام خادموں کو ایک ہی سانچے (Mold) میں ڈھال دیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ سب ایک جیسا سوچیں، ایک جیسا بولیں، اور ایک جیسی اصطلاحات استعمال کریں۔ جبکہ خدا "زندہ پتھروں" (1 پطرس 2:5) کو ڈھونڈ رہا ہے۔ وہ ایسے خادم چاہتا ہے جو "فیکٹری میڈ" (Factory made) نہ ہوں، بلکہ روح القدس کی قدرتی تراش خراش سے بنے ہوں۔

بابل کا مینار اس لیے گرا کیونکہ وہ انسان کی بنائی ہوئی اینٹوں سے بنا تھا۔ آج علم کے بت اس لیے گر رہے ہیں کیونکہ ان میں روح کی زندگی نہیں، بلکہ انسانی عقل کی سختی ہے۔

2. "تاکہ ہمارا نام ہو" (Making a Name)

بابل کے معماروں کا مقصد خدا کو جلال دینا نہیں تھا، بلکہ انہوں نے صاف کہا: "تاکہ ہمارا نام ہو۔"

آج جب ہم بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرتے ہیں، جب ہم منبر پر کھڑے ہو کر یونانی اور عبرانی الفاظ کا رعب جھاڑتے ہیں، یا جب ہم سائنس اور کاسمولوجی کی پیچیدہ بحثوں میں الجھتے ہیں—تو ہمیں ایمانداری سے اپنے دل سے پوچھنا چاہیے:

- کیا اس سے یسوع کا نام اونچا ہو رہا ہے؟
- یا کیا اس سے میرا نام اونچا ہو رہا ہے کہ "واہ! پاسٹر صاحب کتنا علم رکھتے ہیں"؟

یہ علم کا وہ "بت" ہے جسے ہم نے کلیسیا کے بیچ میں کھڑا کر دیا ہے۔
ہم یسوع کو نہیں دکھا رہے، ہم اپنی "ذہانت" کی نمائش کر رہے ہے۔

3. خدا کو "جاننا" بمقابلہ "معلومات رکھنا"

(Knowing God vs. Knowing about God)

آج کے مسیحیوں کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم نے "معلومات" (Information) کو "ایمان" (Faith) سمجھ لیا ہے۔ لیکن یاد رکھیں:

- کھانے کا مینیو (Menu) پڑھنا پیٹ نہیں بھرتا۔
- نقشہ (Map) دیکھنا منزل پر پہنچنا نہیں ہے۔
- خدا کے بارے میں کتابیں پڑھنا خدا کو جاننا نہیں ہے۔

بائبل میں "جاننے" کے لیے عبرانی لفظ "یادا" (Yada) استعمال ہوا ہے، جس کا مطلب ہے "گہرا ذاتی اور گہری قربت کا تعلق"۔ یہ وہی لفظ ہے جو میاں بیوی کے تعلق کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن آج کا علمی نظام ہمیں یونانی لفظ "گنوسس" (Gnosis) کی طرف لے جاتا ہے، جس کا مطلب صرف "ذہنی معلومات" ہے۔

فریسیوں کے پاس بائبل کی ساری معلومات تھیں، وہ توریت کے حافظ تھے، لیکن جب "کلامِ مجسم" (یسوع) ان کے سامنے کھڑا تھا، تو انہوں نے اسے نہیں پہچانا۔ کیوں؟ کیونکہ ان کے پاس علم تھا، مگر تعلق نہیں تھا۔ آج بھی اگر آپ کے پاس بائبل کی پی ایچ ڈی ہے لیکن آپ کے دل میں مسیح کی محبت کی نرمی نہیں، تو آپ ایک چلتی پھرتی لائبریری تو ہو سکتے ہیں، مگر "زندہ گواہ" نہیں۔

4. نتیجہ: زبانوں میں انتشار (Confusion)

بابل کا نتیجہ کیا نکلا؟ خدا نے ان کی زبانوں میں اختلاف ڈال دیا اور وہ ایک دوسرے کی بات سمجھنا چھوڑ گئے۔
کیا آج ہم یہی نہیں دیکھ رہے؟ علم کی کثرت نے کلیسیا کو جوڑا نہیں، بلکہ توڑا ہے۔

- ایک گروپ کہتا ہے: "تمہاری تھیالوجی غلط ہے۔"
- دوسرا کہتا ہے: "تمہیں سائنس کا نہیں پتہ۔"
- تیسرا کہتا ہے: "تمہاری تفسیر پرانی ہے۔"

ہم ہزاروں کتابیں لکھ چکے ہیں، لیکن ہم "محبت کی زبان" بھول چکے ہیں۔ ہم نے علم کے مینار تو کھڑے کر لیے، لیکن ہم نے وہ بنیاد کھو دی جو "یسوع مسیح" ہے۔

میرے عزیز پڑھنے والے! خدا آپ کے دماغ کی تیزی (IQ) سے متاثر نہیں ہوتا۔ وہ تو آسمان سے نیچے تب اترا تھا جب لوگ مینار بنا رہے تھے—صرف یہ دیکھنے کہ ان کی بیوقوفی کس حد تک پہنچ گئی ہے۔ حقیقی بلندی "اوپر چڑھنے" میں نہیں، بلکہ خدا کے قدموں میں "نیچے جھکنے" میں ہے۔

اگر آپ نے اپنے علم کو دوسروں کو گرانے کے لیے استعمال کیا ہے، تو آپ بابل کا مینار بنا رہے ہیں۔ لیکن اگر آپ اپنے علم کو جھکا کر کسی زخمی کو اٹھاتے ہیں، تو آپ خدا کی بادشاہی تعمیر کر رہے ہیں۔

باب نمبر 2

سانپ کا ڈسا ہوا ذہن

(The Serpent-Bitten Mind)

"کیونکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔" (پیدائش 3:5)

ہم اکثر سوچتے ہیں کہ انسان کا پہلا گناہ کیا تھا؟ کیا وہ کوئی قتل تھا؟ کیا وہ زنا تھا؟ یا کیا وہ کوئی بہت بڑی اخلاقی خرابی تھی؟ نہیں! انسان کا سب سے پہلا گناہ ایک "علمی جستجو" (Intellectual Pursuit) تھی۔ انسان نے "زندگی" پر "علم" کو ترجیح دی۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں انسانی ذہن کو پرانے سانپ (شیطان) نے ڈس لیا۔ آج تک ہماری نسلی یادداشت (DNA) میں وہی زہر گردش کر رہا ہے۔

آئیے اس زہر کی تشخیص کرتے ہیں۔

1. دو درختوں کا انتخاب: زندگی یا معلومات؟

باغِ عدن میں خدا نے آدم اور حوا کے سامنے دو راستے رکھے تھے:

1. زندگی کا درخت (Tree of Life): اس کا مطلب تھا خدا کے ساتھ پیوست رہنا، اس پر انحصار کرنا اور اس کی حضوری سے لطف اٹھانا۔
2. نیک و بد کی پہچان (علم) کا درخت (Tree of Knowledge): اس کا مطلب تھا خدا سے الگ ہو کر چیزوں کو خود سمجھنا، تجزیہ کرنا اور اپنے بل بوتے پر فیصلے کرنا۔

خدا چاہتا تھا کہ انسان "زندگی" کھائے۔ لیکن شیطان چاہتا تھا کہ انسان "علم" کھائے۔ کیوں؟ کیونکہ "زندگی" انسان کو خدا کے قریب رکھتی ہے، جبکہ "علم کا تکبر" انسان کو خدا سے آزاد ہونے کا جھوٹا احساس دلاتا ہے۔

آج کی کلیسیا میں بھی یہی دو درخت موجود ہیں۔ بہت سے ایماندار اور خادم "زندگی کے درخت" (یسوع کی محبت) کو چھوڑ کر "علم کے درخت" (بحث مباحثے، مشکل عقائد، اور تنقید) کے پھل کھا رہے ہیں۔ نتیجہ وہی ہے جو آدم کا ہوا تھا—روحانی موت۔

2. شیطان کا وار: "تم جان جاؤ گے"

غور کریں کہ شیطان نے حوا کو کیسے پھنسایا۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ "تم امیر ہو جاؤ گے" یا "تم طاقتور ہو جاؤ گے۔" اس نے کہا: "تم جان جاؤ گے" (You will know).

یہ ذہن (Intellect) کے لیے سب سے بڑی کشش تھی۔ شیطان نے انسان کو یقین دلایا کہ خدا نے کچھ "معلومات" تم سے چھپا رکھی ہیں۔ اگر تم یہ پھل کھا لو، تو تم بھی "سیانے" ہو جاؤ گے۔ آج بھی وہی سانپ ہمارے کانوں میں پھونکتا ہے: "صرف سادہ بائبل پڑھنے سے کیا ہوگا؟ تمہیں یونانی فلسفہ پڑھنا چاہیے، تمہیں سائنس کے راز جاننے چاہئیں، تمہیں گہرے بھید معلوم ہونے چاہئیں... پھر تم عام مسیحیوں سے بہتر ہو جاؤ گے۔"

یہ علم کی بھوک دراصل روح کی پیاس نہیں، بلکہ "انا" (Ego) کی خوراک ہے۔

3. "خدا کی مانند" بننے کا فریب

شیطان کا سب سے خطرناک جملہ یہ تھا: "تم خدا کی مانند بن جاؤ گے۔" یہ علم کی لعنت کا نچوڑ (Core) ہے۔ انسان علم کیوں حاصل کرنا چاہتا ہے؟ تاکہ وہ چیزوں کو کنٹرول (Control) کر سکے۔ جب ہمارے پاس بہت زیادہ نالج آ جاتا ہے، تو ہم خود کو اپنی زندگی کا "خدا" سمجھنے لگتے ہیں۔

- ہمیں دعا کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، کیونکہ ہمارے پاس منصوبہ بندی (Planning) ہے۔
- ہمیں روح القدس کی رہنمائی کی ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ ہمارے پاس ڈگریاں اور تجربہ ہے۔

یہ وہ ذہنیت ہے جسے میں "سانپ کا ڈسا ہوا ذہن" کہتا ہوں۔ یہ وہ ذہن ہے جو خدا کے کلام کے آگے جھکنے کے بجائے اسے اپنی عقل کے ترازو میں تولتا ہے۔

4. نتیجہ: روشنی نہیں، بلکہ شرمندگی

حوا نے سوچا تھا کہ پھل کھا کر اس کا ذہن روشن ہو جائے گا (Enlightenment)۔ لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ "تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں۔" (پیدائش 3:7)

کتنی خوفناک حقیقت ہے!

- وہ خدا کا جلال دیکھنا چاہتے تھے، مگر انہیں اپنی ننگاہٹ نظر آئی۔
- علم نے انہیں اعتماد نہیں دیا، بلکہ خوف اور شرمندگی دی۔
- انہوں نے خدا سے ملنے کے بجائے انجیر کے پتوں میں چھپنا شروع کر دیا۔

آج بھی یہی ہو رہا ہے۔ وہ لوگ جو خدا کے تعلق کے بغیر صرف "علم" کے پیچھے بھاگتے ہیں، وہ اندر سے خالی، غیر محفوظ (Insecure) اور خوفزدہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اس روحانی ننگاپن کو بڑی بڑی ڈگریوں اور القابات (Titles) کے "انجیر کے پتوں" سے ڈھانپنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ دوسروں کے سامنے تو پروفیسر یا ڈاکٹر بن کر اکڑتے ہیں، لیکن تنہائی میں ان کے پاس وہ سکون نہیں ہوتا جو ایک سادہ ان پڑھ ایماندار کے پاس ہوتا ہے۔

5. زہر کا تریاق

میرے دوست! اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ علم نے آپ کے دل کو سخت کر دیا ہے، اگر آپ کو دعا کرنے سے زیادہ بحث کرنے میں مزہ آتا ہے، تو جان لیں کہ سانپ نے آپ کے ذہن کو ڈس لیا ہے۔

اس زہر کا علاج مزید علم حاصل کرنا نہیں ہے۔ اس کا علاج "الٹی" (Vomit) کرنا ہے۔ ہمیں اس دنیاوی، نفسانی اور تکبر سے بھرے علم کو اگلنا ہوگا اور واپس بچوں کی طرح سادہ ہو کر "زندگی کے درخت" یعنی یسوع مسیح کے پاس آنا ہوگا۔

یاد رکھیں، جنت میں داخلہ "ذہانت" (IQ) کی بنیاد پر نہیں، بلکہ "معصومیت" کی بنیاد پر ہوگا۔

"جب تک تم تبدیل ہو کر بچوں کی مانند نہ بنو، آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہو گے۔" (متی 18:3)

باب نمبر 3 لیبارٹری یا ہیکل؟: سائنس اور مکاشفہ کا تصادم

(Laboratory or Temple? The Conflict of Science and Revelation)

"ایمان ہی سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ کائنات خدا کے حکم سے بنی... پس جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ ظاہری چیزوں سے نہیں بنیں۔" (عبرانیوں 11:3)

آج کے دور میں ایک بہت بڑا فریب کلیسیا میں داخل ہو چکا ہے۔ ہم نے خدا کے گھر (ہیکل) کو ایک "سائنسی لیبارٹری" بنا دیا ہے۔

- لیبارٹری وہ جگہ ہے جہاں انسان چیزوں کا تجزیہ کرتا ہے، انہیں کاٹتا ہے، اور تجربات کر کے "ثابت" کرتا ہے۔
- ہیکل وہ جگہ ہے جہاں انسان جھکتا ہے، پرستش کرتا ہے، اور "ایمان" لاتا ہے۔

مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب ہم خدا کو لیبارٹری کے اصولوں پر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ خدا "ٹیسٹ ٹیوب" میں فٹ آجائے، اور اگر وہ ہماری عقل یا سائنس کے پیمانے پر پورا نہ اترے، تو ہم اسے رد کر دیتے ہیں۔

1. دوربین کی غلطی: مادی آنکھ بمقابلہ روحانی بصیرت

مجھے یاد ہے جب مجھے کہا گیا کہ "اگر آپ کو کاسمولوجی (فلکیات) کا علم نہیں تو آپ آسمانوں کو نہیں سمجھ سکتے۔" یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے۔

سائنس کی دوربین (Telescope) ستاروں کو دیکھ سکتی ہے، کہکشاؤں کی پیمائش کر سکتی ہے، اور نوری سال (Light years) کا حساب لگا سکتی ہے۔ لیکن کائنات کی سب سے طاقتور دوربین بھی "تیسرے آسمان" کو نہیں دیکھ سکتی۔ کیوں؟ کیونکہ سائنس صرف "مادہ" (Matter) کو دیکھتی ہے، جبکہ خدا "روح" (Spirit) ہے۔

ایک سرجن دماغ کا آپریشن کر کے اس کے خلیے (Cells) تو دیکھ سکتا ہے، لیکن کیا وہ ان خلیوں میں چھپی "محبت" یا "سوچ" کو دیکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! محبت سائنس کی گرفت میں نہیں آتی۔ اسی طرح، خدا کا تخت، فرشتوں کا لشکر، اور روحانی حقائق سائنس کی گرفت میں نہیں آتے۔ یہ صرف مکاشفہ (Revelation) کے ذریعے کھلتے ہیں۔

جو لوگ بائبل کو سائنس کی کتاب سمجھ کر پڑھتے ہیں، وہ روحانی طور پر اندھے ہو جاتے ہیں۔ وہ ستاروں کی گنتی میں الجھ جاتے ہیں اور ستارہِ صبح (یسوع) کو کھو دیتے ہیں۔

2. "کیسے" (How) اور "کیوں" (Why) کا فرق

ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ سائنس اور بائبل دو الگ سوالات کے جواب دیتے ہیں:

- سائنس بتاتی ہے "کیسے": بارش کیسے ہوتی ہے؟ بادلوں کے بخارات سے۔ زمین کیسے گھومتی ہے؟ کششِ ثقل سے۔
- بائبل بتاتی ہے "کیوں": بارش کیوں ہوتی ہے؟ خدا کی برکت یا عدالت کے طور پر۔ زمین کیوں بنی؟ تاکہ انسان خدا کا جلال ظاہر کرے۔

جب ایک پادری منبر پر کھڑے ہو کر سائنس بگھارتا ہے تاکہ وہ پڑھا لکھا لگے، تو وہ دراصل اپنی بلاہٹ (Calling) سے نیچے گر رہا ہے۔ لوگوں کو یہ نہیں جاننا کہ ایٹم کیسے ٹوٹتا ہے؛ انہیں یہ جاننا ہے کہ ان کا ٹوٹا ہوا دل کیسے جڑ سکتا ہے۔ سائنس کے پاس ایٹم کے لیے جواب ہے، لیکن ٹوٹے دل کے لیے صرف یسوع کے پاس جواب ہے۔

3. مچھلی اور سمندر: محدود عقل کی قید

فرض کریں ایک مچھلی کانچ کے مرتبان (Bowl) میں بند ہے۔ وہ اپنی چھوٹی سی دنیا کو جانتی ہے۔ اگر آپ اس مچھلی سے پوچھیں کہ "باہر کمرے میں صوفہ کیسا ہے؟" تو وہ کبھی نہیں سمجھ پائے گی کیونکہ وہ "پانی کی منطق" (Water Logic) میں قید ہے۔

ہماری عقل اور سائنس اس کائنات کے "مرتبان" تک محدود ہے۔ ہمارے پاس زمان (Time) اور مکان (Space) کی حدود ہیں۔ لیکن خدا اس مرتبان سے باہر ہے۔ وہ زمان و مکان کا قیدی نہیں، بلکہ خالق ہے۔ جب ہم اپنی محدود سائنس سے لامحدود خدا کو ماپنے کی کوشش کرتے ہیں، تو یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک مچھلی اپنی عقل سے سمندر کو ماپنے کی کوشش کرے۔

اسی لیے پولوس رسول نے کہا: "کیونکہ دنیا نے اپنی حکمت سے خدا کو نہ جانا..." (1 کرنتھیوں 1:21)۔ خدا لیبارٹری کے تجربے سے نہیں، بلکہ روح کے تجربے سے ملتا ہے۔

4. تجزیہ یا پرستش؟ (Dissection vs. Worship)

لیبارٹری میں ہم چیزوں کو سمجھنے کے لیے انہیں "کاٹتے" (Dissect) ہیں۔ ہم مینڈک کو چیرتے ہیں تاکہ اس کا اندرونی نظام دیکھ سکیں۔ لیکن یاد رکھیں—آپ جس چیز کو کاٹتے ہیں، اسے پہلے مارنا پڑتا ہے۔ آپ زندہ چیز کا تجزیہ نہیں کر سکتے۔

آج کے اسکالرز بائبل کے ساتھ یہی کر رہے ہیں۔ وہ آیات کا تجزیہ کرتے ہیں، یونانی اور عبرانی کے پوسٹ مارٹم کرتے ہیں، تاریخ کی چیر پھاڑ کرتے ہیں۔ اس عمل میں وہ کلام کی "روح" کو مار دیتے ہیں۔ ان کے پاس بائبل کی معلومات کا ڈھیر رہ جاتا ہے، لیکن "زندگی" اڑ جاتی ہے۔

ہمیں بائبل کو ایک "لیبارٹری مینول" کے طور پر نہیں، بلکہ "محبت نامہ" (Love Letter) کے طور پر پڑھنا چاہیے۔ محبت نامے کا تجزیہ نہیں کیا جاتا، اسے سینے سے لگایا جاتا ہے اور لکھنے والے کی دھڑکن محسوس کی جاتی ہے۔

نتیجہ: میرے عزیز! اگر آپ ہیکل میں آئے ہیں، تو اپنی لیبارٹری کا سامان باہر چھوڑ آئیں۔ اپنی عقل کے جوتے اتار دیں، کیونکہ جس زمین پر آپ کھڑے ہیں وہ مقدس ہے۔ سائنس آپ کو چاند تک لے جا سکتی ہے، لیکن صرف ایمان آپ کو خدا کے تخت تک لے جا سکتا ہے۔ انتخاب آپ کا ہے: آپ کو اپنے دماغ کی تسلی چاہیے (سائنس) یا اپنی روح کا سکون (یسوع)؟

باب نمبر 4

چرواہے کی لاٹھی: سادگی کی طاقت

(The Shepherd's Staff: The Power of Simplicity)

"تیری لاٹھی اور تیری چھڑی سے مجھے تسلی ہے۔" (زبور 23:4)

دنیا میں حکمرانی کرنے کے دو طریقے ہیں: ایک "بادشاہ کا گرز" (Scepter) اور دوسری "چرواہے کی لاٹھی" (Staff)۔

- گرز طاقت، اختیار اور دباؤ کی علامت ہے۔ یہ سر کچلنے کے لیے ہوتا ہے۔
- لاٹھی رہنمائی، سہارے اور بچانے کی علامت ہے۔ یہ بھٹکی ہوئی بھیڑ کو واپس لانے کے لیے ہوتی ہے۔

آج کا علمی نظام "گرز" استعمال کرتا ہے۔ یہ دلائل سے لوگوں کو مارتا ہے۔ لیکن یسوع مسیح نے "لاٹھی" کا انتخاب کیا۔ انہوں نے اپنی بادشاہی کسی محل میں نہیں، بلکہ دلوں میں قائم کی۔

1. ماہی گیر کیوں؟ (?Why Fishermen)

جب یسوع نے اپنی زمینی خدمت شروع کی، تو یروشلم میں بڑے بڑے بائبل کالجز (Schools of Hillel and Shammai) موجود تھے۔ وہاں ایسے اسکالرز تھے جنہوں نے توریت زبانی یاد کر رکھی تھی۔ لیکن یسوع ان مدارس میں نہیں گئے۔ وہ گلیل کی جھیل پر گئے۔ انہوں نے پروفیسروں کو نہیں چنا، انہوں نے بدبودار مچھیرے، ٹیکس لینے والے اور عام دیہاتی چنے۔ کیوں؟

کیونکہ جو برتن پہلے سے "اپنی عقل" سے بھرا ہو، اس میں نئی مے نہیں ڈالی جا سکتی۔ یسوع کو "خالی برتن" چاہیے تھے تاکہ وہ انہیں اپنی روح سے بھر سکیں۔

- ایک پروفیسر سوال کرتا ہے تاکہ اپنی ذہانت دکھائے۔
- ایک بچہ سوال کرتا ہے تاکہ سیکھے۔ یسوع کو شاگرد چاہیے تھے، نقاد (Critics) نہیں۔

2. ان پڑھ جنہوں نے دنیا ہلا دی

اعمال کی کتاب کا چوتھا باب مسیحی تاریخ کا سب سے بڑا موڑ ہے۔ جب پطرس اور یوحنا (جو مچھیرے تھے) عدالت کے سامنے کھڑے ہوئے، تو وہاں موجود بڑے بڑے قاضی اور عالم حیران رہ گئے۔ بائبل کہتی ہے:

"پس جب انہوں نے پطرس اور یوحنا کی دلیری دیکھی اور معلوم کیا کہ یہ ان پڑھ اور ناواقف آدمی ہیں تو تعجب کیا اور انہیں پہچانا کہ یہ یسوع کے ساتھ رہے ہیں۔" (اعمال 4:13)

یہاں یونانی لفظ Agraamatos (ان پڑھ) اور Idiotes (عام آدمی) استعمال ہوا ہے۔ دنیاوی لحاظ سے ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ لیکن ان کے پاس ایک ایسی "ڈگری" تھی جو دنیا کی کسی یونیورسٹی میں نہیں ملتی—"وہ یسوع کے ساتھ رہے تھے۔"

یہ ہمارا اصل معیار ہے۔ اگر آپ کے پاس پی ایچ ڈی ہے لیکن آپ یسوع کے ساتھ نہیں رہے، تو آپ روحانی طور پر صفر ہیں۔ اور اگر آپ ان پڑھ ہیں لیکن آپ یسوع کی حضوری میں بیٹھتے ہیں، تو آپ کے پاس وہ حکمت ہے جو دنیا کے حکیموں کو شرمندہ کر دے گی۔

3. یسوع کا کلاس روم: سادگی (Simplicity)

یسوع نے کبھی پیچیدہ تھیالوجی نہیں پڑھائی۔

- انہوں نے یہ نہیں کہا: "آؤ ہم مابعد الطبیعات (Metaphysics) پر بحث کریں۔"
- انہوں نے کہا: "دیکھو! ایک بونے والا بیج بونے نکلا..."
- انہوں نے کہا: "ہوا کے پرندوں کو دیکھو..."
- انہوں نے کہا: "کھیت کی سوسن کو دیکھو..."

یسوع نے گہری ترین الٰہیاتی سچائیوں کو "روزمرہ کی کہانیوں" (تمثیلوں) میں بیان کیا۔ انہوں نے دین کو اتنا سادہ کر دیا کہ ایک بچہ بھی سمجھ جائے اور ایک عالم بھی حیران رہ جائے۔ یہی چرواہے کی لاٹھی ہے۔ یہ سیدھی ہوتی ہے۔ آج کے اسکالرز دین کو "جلیبی" کی طرح پیچیدہ بنا دیتے ہیں تاکہ کوئی سمجھ نہ پائے اور ان کی محتاجی رہے۔ یسوع نے اسے "پانی" کی طرح صاف اور سادہ بنا دیا۔

4. تعلق بمقابلہ تصور (Connection vs. Concept)

علم (Knowledge) کا تعلق دماغ سے ہے، لیکن حکمت (Wisdom) کا تعلق رشتہ (Relationship) سے ہے۔
یسوع نے شاگردوں کو کتابیں نہیں پکڑائیں، انہوں نے انہیں "سنگت" دی۔

- وہ یسوع کے ساتھ سوتے تھے۔
- وہ یسوع کے ساتھ کھاتے تھے۔
- انہوں نے یسوع کو روتے، ہنستے اور دعا کرتے دیکھا۔

انہوں نے مسیحیت کو "پڑھا" نہیں، انہوں نے مسیحیت کو "جیا"۔ آج ہمارے پاس بائبل کی معلومات تو بہت ہیں، لیکن کیا ہمارے پاس یسوع کا تعلق (Connection) ہے؟ کیا لوگ ہمیں دیکھ کر کہتے ہیں کہ "اس شخص کی باتوں سے یسوع کی خوشبو آتی ہے"؟ یا وہ کہتے ہیں "یہ شخص بہت اچھی بحث کرتا ہے"؟

5. لاٹھی کا استعمال: حفاظت یا پٹائی؟

آخری بات! چرواہا اپنی لاٹھی سے بھیڑوں کو مارتا نہیں ہے۔ وہ لاٹھی کے خم (Curve) سے بھٹکی ہوئی بھیڑ کی گردن میں ڈال کر اسے پیار سے واپس کھینچتا ہے۔ اور اگر کوئی بھیڑیا آئے، تو وہ لاٹھی کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا ہے۔
آج افسوس کا مقام ہے کہ خادموں نے لاٹھی کو "بھیڑوں کو پیٹنے" کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ اپنی علمیت سے غریب اور سادہ ایمانداروں کو ڈراتے ہیں، ان کی تحقیر کرتے ہیں۔ یہ چرواہے کا نہیں، یہ "اجیر" (Hired Hand) کا کام ہے۔

نتیجہ: اگر آپ چرواہے ہیں، تو اپنی لاٹھی اٹھائیں۔ لیکن یہ لاٹھی "عاجزی" اور "سادگی" کی لاٹھی ہونی چاہیے۔ دنیا کو مزید پروفیسروں کی ضرورت نہیں جو بحث جیت سکیں۔ دنیا کو ان "ماہی گیروں" کی ضرورت ہے جو روحوں کو جیت سکیں کیونکہ وہ یسوع کے ساتھ رہے ہیں۔

باب نمبر 5 بھولنے کا سفر: پی ایچ ڈی سے بچپن تک واپسی

(The Journey of Unlearning: From PhD to Childlike Simplicity)

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تم تبدیل ہو کر بچوں کی مانند نہ بنو، آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے۔" (متی 18:3)

ہم سب "سیکھنے" (Learning) کے عمل سے واقف ہیں۔ ہم اسکول جاتے ہیں، کتابیں پڑھتے ہیں، اور معلومات جمع کرتے ہیں۔ لیکن خدا کی بادشاہی میں ایک عمل اس سے بھی زیادہ مشکل اور ضروری ہے، اور وہ ہے "بھولنا" (Unlearning)۔

"ان لرننگ" کا مطلب ہے ان تمام غلط نظریات، انسانی روایات، اور ذہنی تکبر کو اپنے ذہن سے کھرچ کر نکال دینا جو ہم نے سالوں میں جمع کیا ہے۔ ایک بھرا ہوا برتن مزید نہیں بھرا جا سکتا۔ اگر ہمارا ذہن اپنی ہی عقل سے لبریز ہے، تو روح القدس اس میں اپنی حکمت انڈیل نہیں سکتا۔

1. پرانی مشکوں کا مسئلہ: سختی (Rigidity)

یسوع نے فرمایا: "نئی مے پرانی مشکوں میں نہیں بھری جاتی ورنہ مشکیں پھٹ جاتی ہیں۔" (متی 9:17)

پرانی مشک سے مراد کیا ہے؟ یہ وہ "سخت ذہنیت" (Rigid Mindset) ہے جو مذہبی تعلیم اور زیادہ علم حاصل کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جب ایک شخص کہتا ہے: "میں سب جانتا ہوں، مجھے مت سکھاؤ، میرا نظریہ ہی حتمی ہے"—تو وہ پرانی مشک بن چکا ہے۔ اس کا چمڑا (ذہن) سخت ہو گیا ہے۔ اگر خدا ایسے شخص کو کوئی نئی بات، کوئی نیا مکاشفہ یا کوئی نیا روحانی تجربہ دینا چاہے، تو وہ اسے قبول نہیں کر سکتا۔ وہ پھٹ جائے گا، یعنی وہ بحث کرے گا، رد کرے گا اور خدا کے کام کی مخالفت کرے گا۔

ہمیں اپنی ڈگریوں اور تجربے کی "پرانی مشکوں" کو پھاڑنا ہوگا تاکہ خدا ہمیں ایک "نئی مشک" (نرم دل) بنا سکے جو اس کی نئی تحریک کو سنبھال سکے۔

2. نکدیمس کا سبق: دوبارہ شروع کرنا (Restart)

نکدیمس اپنے وقت کا "پی ایچ ڈی" اسکالر تھا۔ وہ شریعت کا استاد تھا، اسرائیل کا رہنما تھا۔ لیکن جب وہ یسوع کے پاس آیا، تو یسوع نے اس کے علم کی تعریف نہیں کی۔ یسوع نے اسے یہ نہیں کہا کہ "تمہاری تھیالوجی بہت اچھی ہے۔" یسوع نے کہا: "تمہیں نئے سرے سے پیدا ہونا لازمی ہے۔"

اس کا کیا مطلب تھا؟ اس کا مطلب تھا: "نکدیمس! تمہارا سارا علم، تمہارا سارا رتبہ اور تمہاری ساری سمجھ خدا کی بادشاہی کے لیے بیکار ہے۔ تمہیں اپنی ساری ڈگریاں دروازے پر چھوڑ کر، دوبارہ ایک نوزائیدہ بچے کی طرح صفر (Zero) سے شروع کرنا ہوگا۔"

یہ ایک عالم کے لیے سب سے مشکل کام ہے۔ اپنی عقل کو "صفر" کرنا موت کے برابر لگتا ہے۔ لیکن یہی وہ موت ہے جو زندگی کی طرف لے جاتی ہے۔

3. ترقی اوپر جانا نہیں، نیچے آنا ہے۔

دنیا کا نظام کہتا ہے: "اوپر جاؤ، مزید پڑھو، مزید ٹائٹلز حاصل کرو۔
" یسوع کا نظام کہتا ہے: "نیچے آؤ۔"
روحانی ترقی کی سیڑھی نیچے کی طرف جاتی ہے۔

- اگر آپ پروفیسر ہیں، تو آپ کو طالب علم بننا ہوگا۔
- اگر آپ طالب علم ہیں، تو آپ کو بچہ بننا ہوگا۔

بچہ کیوں؟ کیونکہ بچہ "بھروسہ" کرتا ہے۔ بچہ اپنے باپ سے یہ نہیں پوچھتا کہ "کھانا کہاں سے آئے گا؟" یا "یہ کیسے بنا؟" وہ بس اپنے باپ کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ خدا کو ایسے ہی بچے چاہییں۔ آج ہمارے پاس "بالغ" (Adults) بہت ہیں جو خدا سے سوال کرتے ہیں، خدا پر تنقید کرتے ہیں۔ لیکن خدا ان کو اپنے بھید نہیں دیتا۔ وہ اپنے راز بچوں (سادہ دل لوگوں) پر ظاہر کرتا ہے۔

4. اپنے علم کی "الٹی" (Vomit) کریں

یہ سننے میں شاید عجیب لگے، لیکن یہ روحانی صحت کے لیے ضروری ہے۔ اگر آپ نے کوئی زہریلی چیز کھا لی ہو، تو ڈاکٹر سب سے پہلے آپ کا معدہ واش کرتا ہے (Stomach Wash)۔ اگر آپ نے "علم کے تکبر" کا زہر کھا لیا ہے، تو آپ کو اسے اگلنا ہوگا۔

کیسے؟

- اقرار کریں: "خداوند! میں کچھ نہیں جانتا۔ میرا علم ناقص ہے۔"
- اپنی عقل پر تکیہ کرنا چھوڑ دیں: ہر معاملے میں اپنی منطق لڑانے کے بجائے روح القدس سے پوچھیں۔
- خاموش رہنا سیکھیں: جہاں آپ اپنی قابلیت دکھا سکتے ہیں، وہاں جان بوجھ کر خاموش رہیں اور دوسروں کو بولنے دیں۔

5. اصل ڈگری: "ٹوٹا ہوا دل"

خدا کے نزدیک سب سے بڑی ڈگری پی ایچ ڈی نہیں، بلکہ "شکستہ دلی" ہے۔
"خداوند ٹوٹے دل والوں کے نزدیک ہے۔" (زبور 34:18)
علم انسان کو "جوڑتا" ہے (اکٹھا کرتا ہے)، لیکن خدا انسان کو "توڑتا" ہے۔ وہ ہمارے غرور کو توڑتا ہے تاکہ اس میں سے اپنی خوشبو پھیلا سکے۔ جب تک آپ کا علم ٹوٹے گا نہیں، وہ کسی کے کام نہیں آئے گا۔
نتیجہ: میرے بھائی! کیا آپ تیار ہیں کہ اپنی "سمجھداری" کو قربان گاہ پر رکھ دیں؟ کیا آپ تیار ہیں کہ دنیا آپ کو "ان پڑھ" کہے، لیکن آسمان آپ کو "وفادار" کہے؟ یہ بھولنے کا سفر (Journey of Unlearning) تکلیف دہ ضرور ہے، لیکن اس کی منزل خدا کی گود ہے۔

اختتامیہ

ملائم جوا: بوجھ سے سکون تک

(The Easy Yoke: From Burden to Rest)

"اے محنت اٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو، سب میرے پاس آؤ۔ میں تم کو آرام دوں گا۔ میرا جوا اپنے اوپر اٹھا لو اور مجھ سے سیکھو... کیونکہ میرا جوا ملائم ہے اور میرا بوجھ ہلکا ہے۔" (متی 11:28-30)

ہم اس کتاب کے سفر کے اختتام پر پہنچ چکے ہیں۔ ہم نے بابل کے مینار کو گرتے دیکھا، ہم نے سانپ کے ڈسے ہوئے ذہن کا علاج ڈھونڈا، اور ہم نے سائنس کی لیبارٹری سے نکل کر ہیکل کے مقدس مقام تک رسائی حاصل کی۔

لیکن آخری سوال یہ ہے: "اب ہمیں کیا کرنا ہے؟"

یسوع مسیح نے جب یہ الفاظ کہے کہ "میرا جوا ملائم ہے"، تو وہ کن لوگوں سے مخاطب تھے؟ وہ ان لوگوں سے مخاطب تھے جو فریسیوں اور شریعت کے عالموں کے "علمی بوجھ" تلے دبے ہوئے تھے۔ مذہب نے ان کی زندگی کو مشکل، پیچیدہ اور تھکا دینے والا بنا دیا تھا۔ انہیں بتایا گیا تھا کہ اگر تم یہ سارے قوانین نہیں جانتے، اگر تم توریت کے حافظ نہیں ہو، تو تم خدا کو نہیں پا سکتے۔

آج میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں: علم ایک بوجھ ہے۔

- یہ "ثابت کرنے" کا بوجھ ہے کہ میں کتنا عقلمند ہوں۔
- یہ "بحث جیتنے" کا بوجھ ہے۔
- یہ "تنقید کرنے" کا بوجھ ہے۔

یہ بوجھ آپ کی خوشی کھا جاتا ہے، آپ کا سکون چھین لیتا ہے اور آپ کی نیندیں اڑا دیتا ہے۔

یسوع کی دعوت: "مجھ سے سیکھو"

غور کریں یسوع نے یہ نہیں کہا کہ "کتابوں سے سیکھو"۔ اس نے کہا "مجھ سے سیکھو۔" اور یسوع سے ہمیں کیا سیکھنا ہے؟ کاسمولوجی؟ سائنس؟ یونانی فلسفہ؟ نہیں! اس نے کہا: "مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل کا فروتن ہوں۔"

یہی وہ "سیکرٹ کوڈ" ہے جو پروفیسروں کو سمجھ نہیں آتا۔ ساری کائنات کا بادشاہ، جس کے پاس حکمت کے تمام خزانے ہیں، وہ یہ نہیں کہہ رہا کہ "مجھ سے ایٹم بنانا سیکھو"، وہ کہہ رہا ہے "مجھ سے حلیم ہونا سیکھو۔"

کیونکہ جب آپ حلیم (Humble) ہوتے ہیں، تو آپ کو اپنی بڑائی ثابت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ کو بحث کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ سکون میں آجاتے ہیں۔ یہی وہ "آرام" (Rest) ہے جس کا وعدہ اس نے کیا۔

آخری پیغام

میرے عزیز قاری ! چاہے آپ ایک بڑے عالم ہیں یا ایک سادہ دیہاتی ایماندار... اگر آپ کے ہاتھ میں "علم کی تلوار" ہے جس سے آپ لوگوں کو کاٹ رہے ہیں، تو اسے آج ہی پھینک دیں۔ یہ تلوار آپ کو بھی زخمی کر رہی ہے۔ اور اس کے بدلے "چرواہے کی لاٹھی" اٹھا لیں۔

- اگر آپ "کم پڑھے لکھے" ہیں: تو شرمندہ نہ ہوں ! آپ کے پاس وہ ہے جو دنیا کے حکیموں کے پاس نہیں—یعنی "سادہ ایمان"۔ آپ خدا کے پسندیدہ ہیں۔
- اگر آپ "پی ایچ ڈی" ہیں: تو اپنی ڈگریوں کو یسوع کے قدموں میں رکھ کر کہیں: "خداوند ! یہ سب کوڑا ہے، مجھے صرف تیری پہچان چاہیے۔"

خدا آپ سے کوئی امتحان (Exam) نہیں لینا چاہتا۔ وہ آپ کو گلے لگانا چاہتا ہے۔ اپنی دماغی جنگ ختم کریں، اور دل کے سکون میں داخل ہو جائیں۔

خدا آپ کو برکت دے۔

خادمِ مسیح ریورنڈ عظیم طارق

زیرِ نظر کتاب کو نہایت احتیاط اور تحقیق کے بعد ترتیب دیا گیا ہے۔ حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کسی قسم کی علمی یا فنی غلطی باقی نہ رہے۔ تاہم، اگر غیر ارادی طور پر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو براہِ کرم مطلع فرما کر ہماری رہنمائی کریں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جا سکے۔ شکریہ ! "

ریورنڈ عظیم طارق فون: 0300-7740891 ای میل: pastorazeem3535@gmail.com